سوال

(135) صبح اور عصر کی نماز تنہا پڑھنے کے بعد دوبارہ اسی نماز کو باجماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کوئی شخص صبح یا عصر کی نماز تنہا پڑھ چکا ہے اور پھر بعد اگر اسی نماز کی جماعت ہووے تو وہ دوبارہ ساتھ جماعت کے مل کر وہی نماز پھر پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صبح یا عصر کی نماز کوئی مشخص پہلے تنہا پڑھ چکا ہے اور پھر اسی نماز کی جماعت ووے تو اس کو دوبارہ اس جماعت کے ساتھ مل کر بھی وہی نماز مکرر پڑھ لینی چاہے اور وہ اس کے واسطے نافلہ ہے۔ عن یزید بن الاسود قال شھدت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ فصلیت معہ صلوٰة الصبح فی مسجد الخیف فلما قضی صلوٰتہ انحرف فاذا ھو برجلین فی اخری القوم لم یصلیا فقال علی بھما فجی بھما ترعد فرائصھما فقال ما منعکما ان تصلیا معنا فقالا یا رسول الہ انا کنا قد صلینا فی رحالنا قال فلا تفعلا ان صلیتما فی رحالکما ثم اتیتما مسجد جماعة فصلیا معھم فانھا لکما نافلة رواہ الخمسة منتقی الاخبار وقال جمھور الفقھاء انما یعید الصلوٰة مع الامام فی جماعة من صلی وحدہ فی بیتہ اوفی غیرہ۔ حررہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی فتاوٰی غزنویہ ص ۲۲

ترجمہ

یزید بن اسود سے روایت ہے۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج میں حاضر تھا پس میں نے آپ کے ساتھ مسجد خیف میں صبح کی نماز پڑھی پس جب آپ نماز پڑھ کر ہماری طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ دو آدمی جنھوں نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی سب لوگوں سے پیچھے علیحدہ ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو میرے پاس لاؤ جب وہ کانپتے ہوئے لائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ تم کو ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اپنے ڈیروں میں نماز پڑھ آئے تھے آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو جب کبھی تم اپنے ڈیروں میں نماز پڑھ کر کسی جماعت والی مسجد میں آؤ تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو کیوں کہ (جو نماز تم جماعت کے ساتھ پڑھو گے) وہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد ابن ماجہ اور نسائی اور حاکم نے، اکثر فقہاء کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی اپنے گھر یا ڈیرے میں اکیلا نماز پڑھ کر آیا ہو (اور اس کو جماعت مل جاوے) تو وہ جماعت میں شامل ہو کر دوبارہ نماز پڑھے۔ ۱۲

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد3 ص 37-38